چھوٹے لڑکون کی شادی

ہمارے دیار ہند مین اہل اسلام مین (بہ تقلید ہنود) نابالغ لڑکون کی شادی کا ایسا رواج ہے کہ جوان ہوکر شادی کرنا گویا امر معیوب ہوگیا ہے۔ حتی کہ جس لڑکے کی چھٹپن مین شادی نہ ہوجائے اُسکو جوان ہوکر اپنی قوم مین مُشکل سے رشتہ ملتا ہے۔

یہہ رسم مسلمانون کے مذہب و معاشرت دونون کو **بہت ضرر** و نقصان پہنچاتی ہے۔
اوّل ضرر اسکا یہہ ہے کہ لڑکا شروع سنہ بلوغ سے (جو اسکی تکمیل و تحصیل کا وقت ہوتا ہے) اپنے عیش مین مصروف ہوجاتا ہے جس سے وہ تحصیل علم و ہنر سے رہ جاتا ہے اور جب کچھہ اولاد ہوجاتی ہے تو وہ اس عیش کو بھی بھول جاتا ہے اور ٹکڑے کمانے کے فکر مین پڑ جاتا ہے پھر اس بے علمی و نالایقی پر بجز ٹوکری اُٹھانے یا دو چار روپیہ کی نوکری کرنے کے اور کچھہ نہین کر سکتا۔ پھر اسمین ایسا مصروف و مستغرق ہوتا ہے کہ مذہبی فرائض و حقوق (نماز روزہ) کے ادا کرنیسے بھی رہ جاتا ہے۔

اور اگر اہل اسلام اپنی اولاد کی پہلے دین و دُنیادی علوم و فنون کی تعلیم کی تکمیل کرین پھر جب اِن علوم سے دینی و دنیوی نتائج پیدا کرین اور کسی اعلیٰ منصب دینی یا دُنیوی کو حاصل کرین تب اُنکے نکاح کا بند و بست کرین تو وہ اِس ذلتِ دُنیاوی و عذاب اخروی سے بچ سکین۔ جو لوگ اپنے بیٹون کی شادی کر دینا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہین (جو خدا اور رسول کے نزدیک فرض نہین ہے) اور ہزارہا روپیہ خرچ کرکے اِس فرض کو ادا کرتے ہین۔ اگر وہ بجائے اِس خیالی فرض کے اُنکی تعلیم کو فرض سمجھہ کر وہی روپیہ یا اس سے نصف یا ربع اِس تعلیم پر صرف کرین۔ اور شادی کرنا ان ہی کے ذمہ پڑ دالدین تو وہ اِس تعلیم کے ذریعہ سے عُمدگی و شائستگی کے ساتھہ شادی کے

سامان و اسباب خود بہم پہنچا لین اور ضرورت اور موقع دیکھہ کر اپنی شادی خود کر لین۔ ہمارے ہادی و رہنما (خدا تعالیٰ اور اُسکے رسول) نے ہمکو یہہ کہین ترغیب یا اجازت نہین دی کہ ہم بدون حصول لیاقت اپنے لئے یا اپنے چہوٹے بچون کے لئے سب سے پہلے نکاح کی فکر کرین پہر جو دینی یا دُنیاوی لوازم و اسباب نکاح ہین انکی تلاش مین پڑین۔ بلکہ برخلاف اسکے صاف فرمایا ہے (چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین آچکا ہے)

عن عبد الله قال لنا رسول الله یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء (بخاری ص۷۵۸ مسلم ص۴۴۹)

کہ اے جوانون کی گروہ جو تم مین استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح آنکہہ و شرمگاہ کو بچاتا ہے۔ اور جسکو طاقت نہ ہو وہ روزہ رکھے اسکو وہی خصی کر دیگا۔

شارحین حدیث نے کہا ہے کہ استطاعت کے یہہ معنے نہین کہ صرف قوۃ باہ رکھتا ہو۔ یہہ معنے ہوتے

فیه حذف مضاف ای مؤنة الباءة من المهر والنفقة لان قوله ومن لم یستطع عطف علی من استطاع ولو حمل الباء علی الجماع لم یستقم قوله فان الصوم له وجاء (مرقاة)

قلت (وانا ابو سعید) ومن اراد به قوة الجماع فسر الاستطاعة بقدرته علی مؤنة الجماع فلا خلاف حقیقة ومآلا قال النووی اختلف العلماء فی المراد بالباءة علی قولین یرجعان الی معنی واحد اصحهما المعنی اللغوی و

تو استطاعت نہ ہونے کی حالت مین آن حضرت خصی ہونے کے لئے روزہ رکہنے کا ارشاد نہ فرماتے کیونکہ جو قوت باہ نہین رکہتا وہ خود خصی ہوتا ہے۔ اسکو روزہ سے خصی کرنے کی کیا حاجت ہے بلکہ اس سے مراد یہہ ہے کہ وہ اس قوت کو کام مین لانے کے اسباب و سامان (زوجہ کا مہر و نفقہ وغیرہ) بہم پہنچا سکے۔ اور جس نے اس سے

حو الجماع فتقديره من استطاع منكم الجماع لقدرته على مؤنته وهي مؤن النكاح فليتزوج ومن لم يستطع لعجزه عن مؤنته فعليه بالصوم ليدفع شهوته الخ شرح مسلم	قوت اجماع مراد رکھی ہے اسکے نزدیک بھی جماع کی استطاعت سے یہی مراد ہے کہ وہ اُس کے سامان واسباب بہم پہنچا سکے۔

یہہ ارشاد نبوی اِس ارشاد خداوندی کے مخالف نہین ہے جو سورہ نور مین ہوا ہے ؎

وانكحوا الايامى منكم والصالحين من عبادكم وامائكم ان يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله - (نور ۴۶)	کہ تم اپنے نیک غلامون اور لونڈیون کے نکاح کردو۔ اگر وہ فقیر ہین تو خدا انکو اپنے فضل سے غنی کردیگا۔

کیونکہ اِس ارشاد مین یہہ بیان نہین ہے کہ وہ ایسے فقیر ہون جن مین مال پیدا کرنے کی اور خانہ داری کے سامان واسباب بہم پہنچانے کی طاقت ولیاقت بھی نہو بلکہ خدا تعالیٰ کا انکو نیک کہنا۔ اور اپنے فضل سے انکو غنی کردینے کی بشارت ووعدہ دینا اِس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان مین غنی ہونے کی (جو نکاح کے لئے ایک

وليستعفف الذين لا يجدون نكاحا حتى يغنيهم الله من فضله (نور ۴۶)	لازم امر ہے) لیاقت موجود ہے۔ اسی نظر سے خدا تعالیٰ نے اِسکے ساتھہ ہی فرمایا ہے کہ جو لوگ

نکاح اپنے کا سامان نہ پاوین وہ صبر کرین یہانتک کہ خدا تعالیٰ انکو اپنے فضل سے غنی کردے۔

ایک حدیث مین ذکر ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا۔ آن

عن سهل بن سعد قال قامت امرأة فقالت يا رسول الله انها قد وهبت نفسها لك فلم يجبها - فقام رجل فقال يا رسول الله انكحنيها قال هل عندك من شيء قال لا	حضرت نے ارشاد فرمایا تیرے پاس کچھہ مال ہے اِس نے عرض کیا کچھہ نہین ہے آپ نے فرمایا جا کچھہ تلاش کر کچھہ نہ ہو تو لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گیا پھر آیا

† اسلئے کہ نالائق فقیر کا نیک ہونا مشکل ہے کیونکہ بحکم کاد الفقر ان یکون کفراً اُسکا بیدین ہوجانا بھی ممکن ہے ۱۲ حاشیہ

قال اذهب فاطلب ولو خاتمًا من حديد فذهب فطلب ثم جاء فقال ما وجدت شيئًا ولا خاتمًا من حديد فقال هل معك من القران شئ قال معي سورة كذا وكذا قال اذهب فقد انكحتكها بما معك من القران صحیح بخاری ص۷۷۲۔

اور عرض کیا یا رسول اللہ مین نے لوہی کی انگوٹھی بھی نہین پائی۔ آن حضرت نے فرمایا تجھے کچھہ قرآن کا بھی علم ہے۔ اسنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ فلان فلان سورتین یاد ہین۔ آن حضرت نے فرمایا ہم نے تجھہ سے انکے سبب (یا عوض) اس عورت کا نکاح کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے لئے اول تو مال کا ہونا ضروری ہے۔ اور اگر مال نہ ہو تو علم بھی اسکے قایم مقام ہوسکتا ہے کیونکہ وہ غنا عاجل یا آجل دینی یا دنیوی کا ذریعہ ہے اور لیاقت کا وسیلہ ہے۔

ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک عورت (فاطمہ بنت قیس) نے معاویہ اور ابوجہم سے نکاح کرنے کی بابت آن حضرت سے مشورہ چاہا تو آن حضرت نے فرمایا کہ ابوجہم تو ہر وقت اپنی لاٹھی کندہے پر رکہتا ہے۔

عن فاطمة بنت قيس قالت ذكرت لرسول الله ان معاوية بن ابي سفيان وابا جهم خطباني فقال رسول الله اما ابو جهم فلا يضع عصاه عن عاتقه واما معاوية فرجل صعلوك لا مال له انكحي اسامة بن زيد (مسلم ص۴۸۳ جلد۱)

یعنے عورتون کو مارتا رہتا ہے۔ اور معاویہ فقیر ہے مالدار نہین ہے۔ تو اسامہ بن زید سے نکاح کر۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لیاقت مالداری کے موجود ہونے پر بھی دم نقد مالداری کو ترجیح ہے۔ امیر معاویہ مین مالدار ہونے کی لیاقت تو ایسی تھی کہ انھون نے حضرت علی مرتضی سے خلافت کو چھین لیا۔ اور اسلام مین اول الملوک کہلایا۔ پر دم نقد مالدار نہ ہونے کے سبب آن حضرت نے اسامہ بن زید کو ان سے مقدم کیا۔

ایک حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت نے سعد بن ربیع انصاری اور عبد الرحمن بن عوف (جو عشرہ مبشرہ سے تہی) رابطہ دوستی و اخوت اسلامی کر دیا تھا جس پر سعد نے

عن انس لما قدم عبد الرحمن بن عوف آخا النبی صلعم بینه و بین سعد بن الربیع الانصاری و عند الانصاری امرأتان فعرض علیه ان یناصفه اهله و ماله فقال بارک الله لک فی اهلک و مالک دلونی علی السوق فاتی السوق فربح شیئا من اقط و شیئا من سمن فرآه النبی صلعم بعد ایام و علیه وضر من صفرة فقال مهیم یا عبد الرحمن فقال تزوجت انصاریة صحیح بخاری صفحہ ۷۵۹

چاہا کہ اپنی دو عورتون سے ایک کو طلاق دیکر عبد الرحمن بن عوف سے اسکا نکاح کرا دے عبد الرحمن بن عوف نے جواب دیا کہ خدا تمہارے عیال مین تمہین برکت دے مجھے تم بازار بتاؤ۔ پس وہ بازار آئے اور اسمین چند روز پنیر و گھی وغیرہ کی تجارت کی جب کچھ مال پیدا ہوا تو نکاح کر لیا۔

اس حدیث مین صاف بیان ہے کہ اکابر صحابہ باوجود لیاقت و کمال علمی نکاح پر جرات نہ کرتے جب تک کہ کچھ مال واسباب نکاح بہم نہ پہنچا لیتے۔

بالجملہ ان احادیث سے ثابت ہے کہ بلا حصول لیاقت استطاعت اسباب و سامان نکاح نکاح کا طالب ہونا اور نادان و نالائق بچون کے پاؤن مین نکاح کی بیڑی ڈال دینا ہدائیت بانی اسلام و سیرت سلف اہل اسلام کے مخالف ہے۔

افسوس اس ہدائیت و سیرت اسلام و اسلاف اسلام کو مسلمانون نے چھوڑ دیا اور غیر مذہب اقوام نے اسکو سیرت بنا لیا۔

انگریزون کو دیکھو اپنی اولاد کی تعلیم کو (دینی نہ سہی دنیوی سہی) سب سے مقدم کرتے ہین۔ جسقدر ہمارے بھائی مسلمان اپنی اولاد کے بیاہ شادیون پر روپیہ خرچ کرتے ہین وہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت مین صرف کرتے ہین۔ جب وہ تحصیل

علوم کی تکمیل کر لیتے ہین تو انکو تحصیل مال (بذریعہ نوکری و تجارت) کی طرف متوجہ کرتے ہین۔ جب وہ لاکھون یا ہزارون روپیہ کے مالدار ہوجاتے ہین تب شادی کا خیال کرتے ہین پھر اس لیاقت وجمعیت کے ذریعہ سے اس شادی سے بےفکری وخوشی کے ساتھہ کامرانی کرتے ہین۔ انگریزون مین ہزارون مین ایک ہوگا جو قبل تکمیل تحصیل وعلم وزر کے شادی کر بیٹھا ہو پھر بیوی بچون کی تربیت وخبرگیری کے لئے ٹوکری اٹھاتا ہو یا دو چار پانچ کی نوکری مین مارا مارا پھرتا ہو۔

اور مسلمانون مین ہزارون ایسے ہین جنکے ماں باپ ہزارون روپیہ قرض اٹھاکر انکی شادی کردیتے ہین اور انکی تعلیم مین ایک روپیہ خرچ نہین کرتے۔ جب وہ بلوغت کو پہنچتے ہین تو چند روز عیش مین مصروف ہوتے ہین۔ جب باپ مرا یا بیکار ہوا اور انکے گھر مین کوئی لڑکا بالا پیدا ہوگیا تو انکو سب سے پہلے اس قرض کا غم ہوا جو انکی شادی پر اٹھایا گیا تھا۔ باپ کا گھر تو اسکے ادا کرنے مین فروخت ہوا پھر بیٹے کا بالا پڑا۔ پھر کسی نے کھرپا کسی نے کلہاڑہ کسی نے کھرپہ کسی نے ٹوکرہ ہاتھہ مین لیا۔ اور رات دن سر پٹخا۔ پھر اتنا مال ہاتھہ مین نہ آیا جسمین کنبہ کا پیٹ بھرے۔ پھر رات دن میان کو بیوی نے اور بیوی بچون کو میان نے کوسنا شروع کیا کہ خدا تمہین غارت کرے جنہون نے ہمکو اس جنجال مین پھنسایا۔ کبھی اس نامہربان باپ کو (جس نے علم نہ سکھایا تھا) ہی کچھہ سنا دیا کہ خدا اسکا جہنم گھر کرے جس نے ہمکو کسی لائق نہ بنایا اور بیاہ مین پھنسایا۔ اور کبھی اپنی ابتداء جوانی کا جوش وعیش یاد آگیا۔ اور اس مصرعہ کو مرثیہ بنایا ــــ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا۔

اے مسلمانان اب ہی سمجھو۔ اپنے پیغمبر کی ہدائیت وا پنے اسلاف کی سیرت پر چلو۔ اور اپنے حال زار پر کچھہ عبرت پکڑو اور رحم کرو۔

دوسرا ضرر یہہ کہ جہیتین ہین طرفین (میان بیوی) کا ان امور مین جو نکاح سے

مطلوب ہین (جیسے عورت کا کارروائی مرد کے لائق ہونا مرد کا عورت کے لائق ہونا عورت کی صورت کا مرد کو پسند ہونا - مرد کی صورت کا عورت کو پسند ہونا - مرد کا کما ؤ (ادنی درجہ کا سہی) ہونا عورت کا امور خانہ داری مین ہوشیار ہونا دونون کا نیک چلن و پارسا ہونا وغیرہ وغیرہ) حال نہین کہلتا - اور بعد نکاح جب شباب کو پہنچتے ہین تو اُن اُمور مین طرفین نالائق نکلتے ہین - کبہی مرد نامرد کبہی عورت عورتون کے کام مین نالائق - کبہی مرد عورت کی صورت کو پسند نہین کرتا اور دوسری جگہہ نگاہ رکہتا ہے - کبہی عورت مرد کی صورت یا قامت شباب کو پسند نہین کرتی اور دوسری جگہہ خراب ہوتی ہے - وعلی ہذا القیاس - آخر نوبت طلاق ہوتی ہین یا عورت معلقہ رہ کر دوسری جگہہ خراب ہوتی ہے - مرد دوسری جگہہ - اور اگر عین شباب مین نکاح کرے اور طرفین ایک دوسرے کو دیکہہ لین اور اُس وصف کا جسکی طالب رہتے ہین ایک دوسرے مین معائینہ مشاہدہ و تجربہ کرلین تو یہہ مفاسد کیون پیدا ہون -

اسی نظر سے بانی اسلام و ہادی اسلام (علیہ التحیہ والسلام) نے نکاح کرنے کا حکم اہل شباب کو دیا اور حدیث سابق الذکر مین اُن ہی کو اس حکم مین بہ لفظ یامعشر الشباب مخاطب کیا - اور صاف ارشاد کیا جسمین اس کام کے لئے قوت ہو اور وہ اس قوت کے کام مین لانیکے لئے اسباب و سامان بہم پہنچانیکی طاقت رکہتا ہو وہ نکاح کرے

ایک حدیث مین آیا ہے تم مین سے جب کوئی کسی عورت سے نکاح کا پیام کرے تو جس بات یا جس وصف کی نظر سے وہ اسکا نکاح چاہتا ہے اس بات کو

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ اذا خطب احدکم المرءۃ فان استطاع ان ینظر الی ما یدعوہ الی نکاحہا فلیفعل - فخطبت جاریۃ فکنت اتخبا لہا

اسمین دیکہہ سکے تو دیکہہ لے - راوی حدیث (جابر بن عبد اللہ صحابی) کہتا ہے میں نے ایک عورت سے نکاح کا پیام کیا - پس مین چہپ چہپ کر دیکہہ لیا کرتا جو

حتی رأیت منها ما دعانی الی نکاحها و تزوجها - رواه ابوداؤد والشافعی وعبدالرزاق و ابن حزم ۲۸۳ عن محمد بن مسلمہ

جو مجھے اس سے مطلوب تھا۔ یہان چھپ کر دیکھنا اس لئے ہوگا کہ ظاہراً دیکھنے سے کوئی مانع ہوگا۔ اور اگر ظاہراً دیکھنے سے کوئی مانع نہ ہو تو ظاہراً دیکھنا بھی جایز ہے چنانچہ آن حضرت نے اس عورت کو (جس نے آن حضرت سے نکاح چاہا تھا پھر آپ نے خود نہ کیا اس شخص سے کر دیا جسکے پاس بجز علم قرآن کچھ نہ نکلتا تھا) برملا دیکھا صحیحین مین ہے کہ آن حضرت نے اسکی جانب زیر و بالا مین نظر کی۔

فصعد النظر فیها وصوّبه (صحیح بخاری)

ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ مغیرہ نے ایک عورت سے نکاح کا پیام کیا آن حضرت نے اُسکو حکم دیا کہ تو اُسے دیکھ لے تاکہ تم مین موافقت رہے۔

عن المغیرة بن شعبة انه خطب الی امراة فقال النبی صلعم انظر الیها فانه احری ان یؤدم بینکما - رواه اکثر اصحاب السنن وابن حبان وصححه

ایک اور حدیث مین آیا ہے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کا پیام کیا آن حضرت نے اسکو حکم دیا کہ اسکو دیکھ لے کیونکہ انصار کی آنکھ مین کچھ نقصان ہوتا ہے۔

عن ابی هریرة قال خطب رجل امراة فقال النبی صلعم انظر الیها فان فی اعین الانصار شیئاً - رواه احمد و رواه مسلم عن ابی حازم

اسی قسم کی اور بہت احادیث ہین جنکی تفصیل مین تطویل منظور ہے یہہ مردون کے لئے منکوحہ کے معائنہ کی اجازت و ترغیب ہے۔ عورتون کے لئے اگرچہ قبل از نکاح معائنہ ازواج کی اسقدر ترغیب پائی نہین گئی مگر جوان عورتون کو نکاح کرنے مین خود مختار رہنا اور ولی کو بلا اجازت جوان لڑکی کے نکاح کا اختیار نہ دینا۔ اور بحالت نارضامندی لڑکی کے ولایت ولی کو ساقط کر دینا صاف مظہر ہے کہ انکو بھی شوہرکے معائنہ کا حق حاصل ہے۔ جسپر وہ اپنی رضا یا عدم رضا ظاہر کر سکین۔

ایک حدیث مین آیا ہے ایک جوان لڑکی نے آن حضرت کے پاس شکایت کی

عن ابن عباس ان جاریة بکراً اتت رسول الله صلعم فذکرت ان اباها زوجها وهی کارهة فخیرها النبی صلعم رواہ احمد ابوداود	کہ اسکے باپ نے اسکا ایک شخص سے نکاح کر دیا تھا جسکو وہ پسند نہین کرتی آن حضرت نے اُسکو فسخ کا اختیار دیا۔
عن ابی هریرة قال قال رسول الله لا تنکح الایم حتی تستامر ولا البکر حتی تستاذن۔ رواہ الشیخان وغیرہ۔	ایک حدیث مین عام ارشاد ہے کہ بیوہ عورت کا نکاح اسکے حکم کے سوائے نہ ہو اور باکرہ کا نکاح اسکے اذن کے سوائے نہو

بالجملہ معائینہ اسلام کی قدیمی سنت ہے اور اسی کے موافق جمہور علماء کا مذہب وفتوی ہے گویا یہہ اسلام کی جمہوری سنت ہے۔

افسوس یہہ سنت بہی مسلمانون سے انگریزون نے چہین لی۔ اگرچہ ان مین اس پر زیادتی بہی ہوگئی ہے کہ وہ انگیجمنٹ کے بعد اور شادی کے پہلے خلوت وغیرہ بہی کر لیتے ہین۔ مگر مسلمان اُس زیادتی کو ان ہی کے حصہ مین رہنے دین اصل سنت اسلام کو تو اب انسے لے لین۔ اور جب نکاح کرین عالم شباب مین کرین اور قبل نکاح منکوحہ کے چال چلن صورت شکل دین علم وغیرہ اوصاف کا جنکے طالب ہون۔ تجربہ ومشاہدہ کر لیا کرین۔ تاکہ پیچہے کر طلاق وفراق یا تعلیق وغیرہ کے مفاسد سے محفوظ رہین۔

تیسرا ضرر یہہ کہ اسمین قبل از وقت نزول بلا کے تعجیل پائی جاتی ہے۔ شادی ایک بلا ہے جسکو شادی مرگ کہا جائے تو روا ہے۔ پہر اسکو قبل از وقت ضرورت اپنے اور اپنی اولاد کے گلے مین ڈال دینا بے ضرورت بلا مین پہنسا اور پہنسانا ہے۔

میری یہہ بات نوجوانان شائقین نکاح کے لئے تو موجب تعجب ہوگی۔ مگر اُن بڑہون کو جو شادی کے آجتک ہی وبالون مین مبتلا ہو چکے ہین اور وہ جورو بچون

کے فتنون سے جان بہ لب ہوکر اپنی یا اپنی اولاد کی موت چاہتے ہین پوچھنا چاہئے کہ یہہ بات کیسی بات ہے ؟-

اسمین شک نہین کہ شادی لذات ومنافع کا عُمدہ ذریعہ ہے اور حفظ صحت شخصی اور بقا نسل نوعی کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک ہی ذریعہ پیدا کیا ہے - مگر ان منافع ولذات کے ساتھہ ان ضررون ونقصانون کا لحاظ بہی واجبات سے ہے جو اس شادی اور اسکے نتایج سے پیدا ہوتے ہین-

دینی ضرر ونقصان شادی کے یہہ ہین کہ انسان بیوی بچون کے شغل مین خدا کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے - انکے سبب خدا کے گناہ کرتا ہے - انکی تکالیف سے تنگ ہوکر انکی حق تلفی کرتا ہے اسی قسم کے صدہا گناہ ہین جنکا شمار دشوار ہے

یا ایہا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدواً لکم فاحذروھم- انما اموالکم واولادکم فتنة واللہ عندہ اجر عظیم (تغابن ع ۲)

اسی نظر سے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے - اے ایمان والو تمہاری بعض بیویان اور اولاد تمہاری دشمن ہین انسے بچو- اور فرمایا تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے بلا ہین-

اور آن حضرت نے فرمایا دنیا شیرین اور سبز رنگ ہے اور اللہ نے تمکو اسمین

عن ابی سعید رض قال قال رسول اللہ صلعم ان الدُنیا حلوة خضرة وان اللہ مستخلفکم فیہا فناظر کیف تعلمون فاتقوا الدنیا واتقوا النساء فان اول فتنة بنی اسرائیل کانت النساء اخرجہ مسلم والنسائی وعندہ ما ترکت بعدی فتنة اضر علی الرجال من النساء- (تیسیر الوصول)

اپنا خلیفہ کیا ہے وہ دیکھتا ہے تم کیسے عمل کرتے ہو- پس دُنیا سے بچو اور عورتون سے بچو- بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتین تہین- مین نے اپنے بعد عورتون سے بڑہ کر کوئی ضرر رسان بلا مردون کے لئے نہین چہوڑی-

وعن حنظلۃ یا رسول اللہ نکون عندک تذکرنا بالنار والجنتہ کانا رای عین فاذا اخرجنا من عندک و عافسنا الازواج والاولاد والضیعات نسینا کثیرا فقال رسول اللہ صلعم والذی نفسی بیدہ لو تدومون علی ما تکونون عندی وفی الذکر لصافحتکم الملائکۃ علی فرشکم وعلی طرقکم ولاکن یا حنظلۃ ساعۃ فساعۃ۔ رواہ مسلم وروی عن ابی ہریرہ بمعناہ۔

حضرت حنظلہؓ اور حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت کے حضور مین عرض کیا کہ جب ہم آپکے پاس بیٹھتے ہین اور آپ بہشت دوزخ کا ذکر فرماتے ہین تو ہم ایسے ہوتے ہین کہ گویا دوزخ و بہشت کو آنکھہ سے دیکھتے ہین۔ اور جب بیوی بچون سے اختلاط کرتے ہین تو خدا کو بہول جاتے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ اگر تم اِس حالت پر رہو جو تمہین میرے پاس رہ کر حاصل ہوتی ہے) اور خدا کی یاد مین رہو تو تمسے فرشتے راستون مین اور تمہارے فرشون پر مصافحہ کرین

اور دنیاوی ضرر شادیون کے ہرایک پر جو دنیا مین رہتا ہے عیان ہے۔ کہ پہلے لڑکون کے والدین کسقدر اِسمین زیربار ہو جاتے ہین جنکے پاس کچھہ نہین ہوتا تو وہ ہزارہا روپیہ کے املاک فروخت کرکے بہم پہنچاتے ہین یا سودی قرض اُٹھاتے ہین پھر اُنکی اولاد اپنی بیوی بچون کی پرورش کے لئے کسقدر تکالیف و نقصان اُٹھاتے ہین۔

ان ضررون کے بیان سے یہہ مقصود نہین ہے کہ نکاح کرنا ہرحال بُرا ہے۔ اور خدا کو ناپسند اس لئے اس سے کلّی اجتناب لازم ہے۔ بلکہ **مقصود** یہہ ہے کہ جیسے نکاح مین فوائد و لذات ہین ایسے ہی نقصان و عقوبات بھی ہین۔ یہہ ایسا حلوا بے دودہ نہین ہے کہ بے تکلف و بلا مشقت ہرایک کے حلق سے اُتر جائے۔ بلکہ یہہ ایسا حلوا ہے جسکے کہانے کو بر طبق مثل۔ حلوا خوردن را روئی باید۔ بڑا منہہ اور قوی معدہ چاہئے اور کہانے والا ایسا ہو جو اِسمین مبتلا ہو کر دین دنیا

بعض بزرگون نے کہا ہے کہ

مین سے نفع اٹھاوے - لہذا چھوٹے لڑکون کے والدین کو مناسب ہے کہ پہلے ہی سے اس حلوے کو انکے منہہ سے نہ باندہ دین بلکہ انکو اسکے ہضم کرنے کے لائق ہونے دین - قبل از وقت ضرورت اور اسکے تحمل کے یہہ بلا انکے گلے نہ ڈال دین بلکہ انکو ہوشیار اور اس لائق ہونے دین کہ وہ اسکے منافع و مضار کو سمجھہ کر انکا موازنہ کر سکین - پہر اگر وہ اپنی ضرورت اور فائدہ اسمین یقیناً دیکھین اور اسکے مقابلہ مین جو تکالیف و نقصانات دینی و دنیوی اس سے متصور ہین انکے تحمل کی طاقت بہم پہنچالین یا انکی مدافعت کی کچھہ تدبیر کر سکین تب اس بلا کے طالب ہون ورنہ اس شعر پر عمل کرین - ؎

بدریا در منافع بیشمار است اگر خواہی سلامت بر کنار است

بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ والدین لڑکون کی شادی پر ہزارہا روپیہ خرچ کرتے ہین اور وہ ہنوز بلوغت کو نہین پہنچتی اور اس شادی سے کوئی نتیجہ دنیوی یا دینی نہین نکال سکتے کہ حضرت ملک الموت مردون کی برات مین شامل ہونے کا نوید لیکر آ موجود ہوتے ہین اسوقت لڑکے کے والدین سے پوچھا جاوے کہ کیون صاحب وہ روپیہ آپکا آخرت کے لئے تو تہا ہی نہین دنیا مین کس کام آیا اور جس مطلب کے لئے وہ صرف کیا تھا وہ کہان نکلا - اور لڑکی کے اباجان سے پوچھنا چاہئے کہ کیون حضرت تمہارے روپیہ کے برباد ہونے سے علاوہ تمہارے لڑکی کی عمر اب کیونکر کٹیگی - نہ وہ دوسری جگہہ بیاہی جائیگی کیونکہ تمہارے عالیخاندان مین دوسرا نکاح کرنا لڑکی کو دو خصمی بنانا ہے - اور نہ اسکی عمر بلا رنج و الم بسر ہوگی - اب فرمایئے چھوٹی عمر مین شادی ہوئی یا غمی -

بعض دفعہ یہہ بہی اتفاق ہوتا ہے کہ طرفین کے والدین اس خرچ کئے کرائے پر پچہتاتے اور پچھتا کر تنگ آکر ایک دوسرے پر عدالت مین دعوی کرتے ہین

وہ مہر کا دعویدار ہوتا ہے یہہ واپسی جہیز کا مدعی بنتا ہے پہر ایک سال دو سال اُس فضیحتی مین گزرتے ہین اِس شادی سے رہا سہا مال مقدمات مین صرف ہوجاتا ہے یہہ بھی اِس نافرمانی خدا اور رسول کی سزا ہے جس سے اِس شادی کا شادی مرگ ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

چوتہا ضرر یہہ ہے کہ چہٹپن مین شادی ہوجانے سے طرفین کے شباب مین نقصان واقع ہوتا ہے۔ اور اولاد بہی ناقص و ناتوان (جو ہون یا بلی کے بچون کی سی) پیدا ہوتی ہے ہم نے ایسے بہت لوگون کو دیکہا ہے جو بلوغت سے پہلے ہی معمولی کارروائی شروع کردیتے ہین۔ اور اِس امر پر نہ صرف وہ بذاتِ خود مائل ہوتے ہین بلکہ اُنکے نادان دوست والدین خصوصاً انکی مائین انکو جابرانہ ترغیب سے اِس طرف مُتوجہ کرتے ہین اور اِس امر کو موجب کمال مسرت حصول و مراد دلی خیال کرتے ہین۔ جو درحقیقت کمال نامرادی وحماقت کی دلیل ہے۔

اور اگر وہ نادان دوست اپنی اولاد کے شباب کو حد پختگی اور کمال تک (جو ہمارے خیال مین اِس مُلکِ ہند کی آب وہوا کے لحاظ سے مرد کے لئے پچیس سالہ عمر ہے اور کم سے کم بیس سالہ۔ اور عورت کے لئے بیس سالہ عمر ہے اور کم سے کم سولہ سالہ۔) پہنچنے دین۔ اِسکے بعد انکی شادی کرین تو طرفین اپنی عمر سے اپنی شباب سے اپنی ازواج سے کامرانی کے ساتہہ نفع اُٹہاوین اور اُنکے بال بچے بہی قوی و توانا پیدا ہون اور اِس اثناء مین وہ دینی دُنیوی کمالات کو بہی حاصل کرلین اور انکے ذریعہ سے اُن ضررون سے بچ جانے کے سامان بہم پہنچالین جنکو ہم اوپر بیان کرچکے ہین۔

ہمارے ہادی و بانی مذہب کو بہی یہی امر مدنظر ہے اسی نظر سے آپنے حدیث سابق الذکر مین جوانون ہی کو حکم نکاح سے مخاطب فرمایا ہے۔ اور اِسی نظر سے

اہل اسلام کے اسلاف کی یہی سنت مستمرہ چلی آتی ہے کہ انہون نے جوان ہوکر نکاح کئے ہین اسلاف کیا؟ اخلاف و متاخرین اُن دیار کا (جنکو ہندوستان کا قرب و جوار نہین ہے) عملدرآمد ابتک اسی سنت پر ہے تمنے کبھی سُنا نہ ہوگا کہ خراسان یا ایران یا عرب وغیرہ اسلامی دیار مین پانچ سات برس کے لڑکے کا اسکی والدین نے نکاح کر دیا ہو یہہ رسم صرف ہندوستان مین ہی ہے - اور مسلمانون نے اسمین صرف ہندؤن کی شاگردی کی ہے -

اس ضرر کے مقابلہ مین **اگر کوئی** یہہ ضرر **بیان کرے** کہ چھٹپن مین شادی نہ ہونے سے بدکاری کا خوف ہے جو لوگ شروع بلوغت مین محل قضاء حاجت نہ پائینگے وہ غیر محل مین حاجت رفع کرینگے اسمین ہی شباب کو تو خواہ نخواہ نقصان پُہنچیگا پھر یہہ نقصان اپنے محل پر بندرہ کر کیون نہ ہوجسمین گناہ سے توانسان بچ رہے - **اسکا جواب** یہہ ہے کہ جسقدر نقصان شباب درصورت موجود ہونے محل کے بے روک ٹوک ہوسکتا ہے اسقدر غیر محل مین نہین ہوتا کیونکہ محل غیر مین بہت سی روکین اور مشکلین حائل اور عائق ہوتی ہین -

رہا خوف معصیت سو ساوی ہے جو ازلی شقی ہین اور انکی طینت مین خیانت و بدکاری کا مادہ موجود ہے وہ محل کے موجود ہونے پر ہی غیر محل سے نہین چوکتے اور جو سعید اور نیک طینت ہین وہ محل کے موجود نہ ہونے پر بھی غیر محل کی طرف نظر نہین کرتے اور اپنی حاجت کو عدم استطاعت و عدم موجودگی محل کی حالت مین اور طرح سے جسمین معصیت دامنگیر نہ ہو رفع کرتے ہین صبر کرتے ہین (جیسا کہ خدا تعالی

ولیستعفف الذین لایجدون نکاحًا حتّی یغنیھم اللہ من فضلہ (نور ع ۴) ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ	نے انکو فرمایا ہے کہ وہ بچین یہانتک کہ خدا انکو اپنے فضل سے غنی کردے یعنے وہ اسباب و سامان جو نکاح کے لئے

له وجاء - (بخاری ومسلم) بکار مین بہم پہنچاوے) یا روزہ رکھتے ہین چنانچہ رسول نے انکو ارشاد کیا ہے جو اوپر منقول ہوا۔

الحاصل نیک طینت اور سعادتمندون کے لئے تو یہہ ضرور وہمی وخیالی ہے اِس وہم وخیال کی پیش بندی کے لئے اِنکو قبل از وقت بلا مین پہسانا مناسب نہین ہے اور جو شقی ازلی ہین انکو اس ضرر سے نکاح ہی مانع نہین ہے۔ پس جو ضرر چہارم ہمنے بیان کیا ہے وہ بلامزاحمت ثابت ہے۔

اِن ضررون کے سوائے اَور بہت ضرر چہوٹے بچون کی شادی مین ہین جنکو زیرک مسلمان (اگر وہ حجاب رسم کو آنکہون سے اٹہا دین) خود بخود سمجہہ سکتے ہین۔ ہم نے چند ضرر بطور تمثیل بتا دیئے ہین آئندہ وہ خود غور کرین۔

اصل اصول ہمارے اِس مضمون کا (اور جو اور اسی قسم کا ہم لکہین) یہہ ہے کہ مسلمان ہر امر مین مذہب سے ہو خواہ معاشرت سے اِس امر کو ملحوظ رکہین کہ اِسمین خدا اور رسول کا ارشاد کیا ہے اور رسم زمانہ اِس ارشاد کے مخالف ہے یا موافق۔ پہر جس امر کو موافق قول خدا و رسول پاوین اسکو دستور العمل بناوین۔ جسکو مخالف پاوین اسکو بحکم کالائے بدبریش خاوند باید زد۔ اُن ہی کے حوالہ کرین جو اِسکے بانی ومحدّد ہون۔ خود اسلام مین داخل ہوکر غیر اقوام کی رسمون کو اختیار نہ کرین۔

سوال

سوال - نکاح مین لحاظ کفو کس کس امر مین ہے - اور لحاظ اِسکا کس درجہ تک ہے آیا بطور شرط ہونے کے واسطے صحت نکاح کی ہے یا بطریق اولویت ومصلحت - اور دلی کو اُسمین کہانتک اور کس محل مین جائے اعتراض ہے - آیا اگر عورت بالغہ

غیر قوم میں نکاح کرنا چاہے تو ولی روک سکتا ہے۔ ؟

الجواب۔ کفو ہمسری و برابری کو کہتے ہین۔ کُتب فقہ مین لائق اعتبار و لحاظ اس کفو مین کئی امور کو ٹھہرا رکہا ہے قومیت۔ حریت (یعنے اصیل ہونا غلام نہ ہونا) مال۔ دین۔ حرفہ۔ سلامتی ظاہری عیوب سے جیسے جنون جذام وغیرہ۔ پھر ان سب امور کے لحاظ مین سب فقہا کا اتفاق نہین ہے۔ بعضے فقط دین وظاہر حال کو لحاظ کرتے ہین اور بعضے اُسکے ساتھہ مال وحرفہ کو بہی ملحوظ رکہتے ہین۔ پہر بعضے ان اُمور کے لحاظ کو (جو انکے نزدیک لائق لحاظ ہین) شرط صحت نکاح ٹھہراتے ہین حتی کہ بدون تحقق ان امور کے نکاح کو صحیح نہین سمجھتے اور بعضے ان امور کو شرط صحت نکاح نہین جانتے۔ اور بدون تحقق بعض ان امور کے نکاح کو جایز بتلاتے ہین۔ تفصیل ان اقوال و مذاہب کی ہدایہ۔ **ردّ المحتار** شرح در المختار۔ **فتاوی عالمگیری**۔ **قسطلانی** شرح صحیح بخاری مین ہے۔ پس جس کے نزدیک قوم مین ہمسری کا لحاظ ضروری ہے اُسکے نزدیک ولی غیر قوم مین نکاح سے مانع ہوسکتا ہے۔

ولیکن قرآن وحدیث کا اسمین یہہ فتوی ہے کہ کفو مین بدون اسلام و دیانت کوئی امر لائق ضروری لحاظ کے نہین اور نہ صحت نکاح کے لئیے شرط ہے۔ اور نہ بدون فوت ہونے اس امر کے کسی محل مین ولی کو جائے اعتراض ہے۔ خواہ غیر قوم سے نکاح ہو۔ خواہ غنی عورت کا مسکین سے۔ یا اصیل کا غلام سے۔ وعلی ہذا القیاس ان امور کا لحاظ حتی الامکان ہوسکے تو اولی و بہتر ہے + نہ ہو تو کچہہ مضایقہ نہین۔

+ سو بہی نہ اس نظر سے کہ اپنی قوم کو دوسرون سے بہتر سمجھین اور غیر قوم کو حقارت سے دیکھین یہہ تو عین کبر ہے اور در حکم شرک جسکی نسبت صاف وارد ہے لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر۔ یعنے جسکے دل مین ذرہ برابر

اور نہ ولی کو اسکے نوت ہونے سے گنجایش اعتراض ہے۔ **دلیل اسپر یہہ ہے** کہ مقنن قانون شرع نے بوقت نوت ہونے شرط دیانت واسلام کے تو نکاح سے منع کیا ہے ولیکن قومیت کے نوت ہونے سے کسی کو نکاح سے نہین روکا بلکہ باوجود نوت ہونے اس شرط کے نکاح کرنے کا حکم دیا اور کئی نکاح کرا دیئے پس گویا بطبق تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ یہہ صاف جتلا دیا کہ جہان کہین لفظ کفو محاورہ شرع مین وارد ہے وہان مراد شارع اس لفظ سے ہمسری دین مین ہے نہ ہمسری قوم یا مال مین اگر یہہ مراد ہوتی تو شارع اپنے قول کا خلاف نہ کرتا اسکی تفصیل مین کئی ایک آیات واحادیث وارد ہین۔

(۱) اللہ تعالی نے سورہ بقرہ مین فرمایا ہے۔

ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم (بقرہ ۲۷۶)	مت نکاح کرو اپنی لڑکیون کا مشرکون سے یہانتک کہ مسلمان ہوجاوین بیشک غلام مومن (اصیل) مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمکو اچہا لگے۔

یہہ آیت صاف بتاتی ہے کہ ہمسری صرف اسلام مین ضروری ہے۔ بنا ٔ علیہ اگر حرہ مومنہ غلام مومن سے نکاح کرلے تو جائز ہے۔

(۲) آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش (اپنی چچا کی بیٹی) سے اپنے متبنی زید کا جو غلام تہا نکاح کرنا چاہا اور زینب اور اسکا بہائی اسکو غلام سمجہکر

۵ متکبر ہوگا وہ بہشت مین داخل نہ ہوگا۔ اور اسکی تفسیر مین آنحضرت نے فرمایا ہے۔ الکبر بطر الحق وغمط الناس۔ یعنے تکبر یہہ ہے حق کے آگے اتراوے۔ اور لوگون کو حقارت سے دیکہے۔ بلکہ صرف اس نظر سے لحاظ قومیت بہتر ہے کہ اسمین قوم کے ساتہہ احسان وصلہ پایا جاتا ہے۔ اور اپنے قرابتیون اور ہم قومون سے وفاداری ومروت کی (جو نکاح سے مدنظر ہوتی ہے) زیادہ امید ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس۔

متنفر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہہ آئیت نازل فرمائی۔:

وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی الله ورسوله امراً ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص الله ورسوله فقد ضل ضلالاً مبینا۔ (احزاب ع ۵)	مومن مرد اور عورت کو یہہ لایق نہین کہ جب اللہ اور اُسکا رسول کچہہ حکم دے تو اُنکو اپنے کام کا اختیار باقی رہے۔ اور جس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی وہ کہلم کہلا بہک گیا۔

تفسیر معالم وغیرہ مین لکہا ہے کہ جب یہہ آئیت اُتری تو زینب اور اُسکا بہائی نکاح پر راضی ہوگئے اور نکاح منعقد ہوا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات مین فرمایا ہے۔:

یا ایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقاکم۔ حجرات ع ۲۔	اے لوگو ہمنے تمکو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدم اور حوّا) سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے و قبیلے پہچان کے واسطے بنا دیئے تم مین

سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو پرہیزگار ہے۔ (یعنے عزت و بڑائی قومیت سے نہین) امام مالک نے اِس آئیت سے اِس دعوی پر استدلال کیا ہے کہ بجز دین کسی امر مین کفو کا لحاظ نہین چنانچہ **قسطلانی** نے شرح بخاری مین ذکر کیا ہے۔

امام مالک نے جزماً کہا ہے کہ اعتبار ہمسری کا فقط دین سے مخصوص ہے کیونکہ

وقد جزم مالک رح بان اعتبار الکفاءة مختص بالدین لقوله علیه السلام الناس سواء لا فضل لعربی علی عجمی۔ انما الفضل بالتقوی۔ وقال الله تعالیٰ ان اکرمکم عند الله اتقاکم۔ (قسطلانی)	آنحضرت نے فرمایا ہے سب لوگ برابر ہین عربی کو عجمی پر کچہہ بزرگی نہین۔ بزرگی پرہیزگاری ہی کے ساتھہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم مین سے اللہ کے نزدیک وہ بزرگ ہے جو پرہیزگار ہے۔

اور جو بعض علماء نے اِس آئیت کا جواب دیا ہے کہ اِس آئیت مین حکم آخرت کا

بیان ہے نہ دُنیا کا محض غلط ہے۔ قید آخرت کہین اسمین مذکور نہین پس ظاہر اطلاق (یعنے بے قید ہونا) کیونکر چہوڑا جا سکتا ہے علاوہ دُنیا مزرعہ آخرت ہے اور آخرت اسکا نتیجہ پس آخرت مین وہی بزرگ ہوگا جو دُنیا مین اللہ کے نزدیک بزرگ ہے اور جو پہلی آیت (ولعبد مومن) دنیاوی بزرگی غلام مومن کی اور حدیث نمبر ۸ مین بزرگی مسکین کی وارد ہے نیز اسی کی موید ہے۔

(۴)۔ اور آن حضرت نے فرمایا ہے۔ جب تم سے کوئی ایسا شخص جسکا دین و اخلاق پسند کرو نکاح چاہے تو اُس سے نکاح کردو نہ کروگے تو زمین مین بڑا فساد ہوگا یہہ حدیث اس مدعا مین صریح ہے کہ قوم وغیرہ کا لحاظ ضروری نہین دیندار ہو خواہ کوئی ہو۔

اذا خطب الیکم من ترضون دینه و خلقه فزوجوه ان لم تفعلوا تکن فتنة فی الارض وفساد عریض۔ رواہ الترمذی وغیرہ

(۵)۔ آنحضرت نے فرمایا ہے عورت سے چار باتون کے واسطے نکاح ہوتا ہے مال شرافت جمال دین پس تم دین والی پر کامیاب ہو یعنے دین کا لحاظ رکہو صرف حسب ونسب کا لحاظ مت کرو۔

تنکح المرءة لاربع لمالها ولحسبها و جمالها ولدینها فاظفر بذات الدین رواہ البخاری۔

(۶) آن حضرت کے عہد مین ابو حذیفہ صحابی نے اپنی بہتیجی کا (جو قریش سے تہی) نکاح اپنے غلام (سالم نامے) سے کر دیا۔

(۷) آن حضرت کے عہد مین ضباعہ بنت زبیر (جو قوم بنی ہاشم سے تہی) مقداد بن اسود کے نکاح مین تہی جو اُس سے قوم مین کمتر تہا۔

(۸) آن حضرت نے ایک مسکین کو (جسکے حق مین لوگون نے کہا تہا کہ یہہ نکاح چاہے تو کوئی اسکو نہ دے) ایک غنی سے (جسکے حق مین لوگون نے کہا تہا کہ یہہ جس سے نکاح چاہے وہ اسکو دیدے) افضل ٹہرایا۔ یہہ احادیث اربعہ صحیح بخاری مین ہین

یہہ سب کی سب آیات و آحادیث صاف ناطق ہین کہ شارع فی کفوین قومیت و مالدار ہونے کو ضروری نہین ٹھرایا جس نے اُسکو ضروری ٹھرایا ہے عقل سے ٹھرایا ہے اسی واسطے امام المحدثین محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی کتاب جامع صحیح مین (جو جہان کی کتابون سے صحت مین فائق ہے اور بعد قرآن شریف اُسکا درجہ صحت مین مسلّم ہے)۔ ہمسری کو فقط دین ہی مین اعتبار کیا ہے اور قومیت اور مالداری مین ہمسری کو ساقط الاعتبار ٹھرایا ہے چنانچہ فرمایا ہے (باب دین مین ہمسری

باب الاکفاء فی الدین وقوله تعالیٰ هو الذی خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً۔ (صحیح بخاری)	کے بیان مین اور بیان مین اس قول الله تعالیٰ کے کہ وہ ہی جسنے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اُسکو رشتہ دار و ناطہ دار بنایا ہے

یعنے اصل مین سب ایک جنس ہے ایک پانی کی پیدائش کسی ایک کو دوسرے پر ذاتی بزرگی نہین ہے۔ اِسکی تائید مین امام بخاری نے وہ چار حدیثین ذکر کی ہین جو ہم نے نمبرہ سے آخر تک نقل کی ہین۔

یہہ جواب ان لوگون کے لئے ہے جو کتاب و سنت سے استدلال و تمسک کو جایز سمجھتے ہین۔

رہے وہ لوگ جو بجز اقوال علما کچھہ نہین سُنتے اور بجز حوالۂ کُتب فقہ مطمئن نہین ہوتے **انکے لئے جواب** یہہ ہے کہ اگرچہ بعض فقہانے ہمسری قومی کو لحاظ کیا ہے ولیکن وہ عرب کے واسطے ہے عجمیون کے حق مین اُنہون نے ہی صاف کہا ہے کہ انہین حریت و اسلام مین ہمسری کافی ہے نسب و قوم مین کچھہ ضرورت نہین اور چونکہ سوال ہندیون کے حق مین وارد ہے لہذا انکے حق مین بحکم فقہائے ہی ضروری نہ ہونا لحاظ نسب کا ثابت ہوتا ہے جیسے کہ قرآن اور حدیث سے عام طور پر ثابت ہے۔ **درمختار** مین ہے۔

وهذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریته اسلاماً۔	یہہ لحاظ ہمسری قومی عرب مین ہے رہی عجم (یعنے عجم کے سواء اور ملکون کے لوگ) سو

ان مین آزاد ہونے اور مسلمان ہونے مین ہمسری کا اعتبار ہے۔ اور **فتاوی عالمگیری**

والموالی بعضهم اکفاء لبعض وقال قبله والموالی هم غیر العرب وقال بعده وتعتبر الکفاءت فی الحریته والاسلام فی حق العجم لانهم یفتخرون بهما دون النسب هکذا فی التبین۔	مین ہے موالی (یعنے عجمی لوگ) ایک دوسرے کے ہمسر ہین اور اس سے پہلے کہا ہے موالی عرب کے سوا اور لوگون کو کہتے ہین اور اس سے نیچے کہا ہے کہ ہمسری بحق عجم حریت و اسلام مین معتبر ہے کہ وہ انہین اوصاف

کے ساتھہ فخر کرتے ہین نہ نسب کے ایسا ہی **تبیین الحقائق** مین ہے۔ اور ہدایہ مین

اما الموالی فمن کان له ابوان فی الاسلام فصاعداً فهو من الاکفاء۔	ہے غیر عرب کے لوگون سے جنکا باپ اور دادا اسلام مین ہوا ہو وہ آپس مین ہم کفو ہین

ایسا ہی اور کتب فقہ مین ثابت ہے۔

پہر فقہا نے اس کفو قومی کا لحاظ عرب کے لئے ہی مرد کی جانب مین ضروری ٹھہرایا ہے۔ اور یہہ کہا ہے مرد کو دیکھا جاوے آیا وہ عورت کا قوم مین ہمسر ہے یا نہین۔ عورت کی جانب مین عرب کے لئے ہی اسکا لحاظ ضروری نہین ٹھہرایا اور یہہ نہین کہا کہ عورت کا مرد کے برابر ہونا ضروری ہے۔ **فتاوی عالمگیری** مین کہا ہے:۔

الکفاءة معتبرة فی الرجال للنساء للزوم النکاح کذا فی محیط السرخسی ولا تعتبر فی جانب الرجال للنساء کذا فی البدائع واذا تزوجت المرءة رجلاً خیراً منها فلیس للولی ان یفرق بینهما	ہم کفو ہونا مردون کا عورتون کے لئے لزوم نکاح مین ضروری ہے۔ چنانچہ محیط سرخسی مین مذکور ہے۔ عورتون کا مردون کے لئے ہمسر ہونا ضروری نہین چنانچہ بدائع مین ہے۔ اور جب کوئی عورت

قال الولی لا یتغیر – دبان یکون تحت الرجل من لا یکافئہا کذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی۔ (فتاوی عالمگیری)

کسی ایسے شخص سے نکاح کرے جو اس سے قومیت مین بہتر ہو تو ولی کو (فقہا کے نزدیک بہی) فسخ نکاح کا اختیار نہین ہے۔ کیونکہ ولی کو اس سے عار نہین ہوتی کہ کسی شخص کے نکاح مین اس سے کمتر عورت ہو۔ ایسا ہی امام **سرخسی کی مبسوط** کی شرح مین ہے۔

اور ہدایہ مین بہی اسکی یہہ وجہ بیان کی ہے کہ شریف عورت کو رذیل شخص کے

لان الشریفۃ تابی ان تکون مستفرشۃ للخسیس فلا بد من اعتبارہا بخلاف جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش۔

نکاح مین آنے اور اُسکے فراش ہونیسے انکار ہوتا ہے اسلئے اسکا لحاظ ضروری ہے بخلاف اس صورت کے کہ ایک شریف کے نکاح مین کوئی رذیل عورت ہو کیونکہ وہ تو فراش ہوگی لہذا اسکا کمتر ہونا بُرا معلوم نہین ہوتا۔

بالجملہ خدا اور رسول نے تو کسی مُلک اور کسی زمانہ کے کسی شخص کے لئے لحاظ کفو قومی کو ضروری نہین ٹہرایا۔ اور فقہار نے بہی ہندیون کے لئے خصوصاً جانب عورت مین اسکا لحاظ ضروری نہین بتایا پہر معلوم نہین کہ ہمارے مُلک ہند کے لوگ اِس ہمسری قومی کے لحاظ پر کیون اڑتے ہین۔ اور اس باب مین دین و شریعت کی کیا سند رکہتے ہین اِس امر کو ایک دُنیاوی رسم کہین تو چندان محل تعجب نہین **محل تعجب** تو یہہ ہے کہ اِس جاہلانہ و مُتکبرانہ رسم کو دین سمجہتے ہین اور دین کی آڑ مین دنیا کو پورا کرتے ہین۔

زیادہ تعجب اُن لوگون پر ہے کہ اپنے آپکو **موحد و متبع سنت** کہتے ہین اور کتاب اللہ و سنت کی پیروی کے مدعی ہین پہر وہ ان جاہلانہ پابندیون سے نہین نکلتے۔ اپنی اولاد کے رشتہ اپنی ہی قوم مین کرتے ہین گو وہ جہان کے عیوب

مین مبتلا ہون - غیر قوم مین (گو وہ شریف کیون نہ ہو اور کیسے ہی پابند شریعت ہون -) رشتہ نہین کرتے - پہر وہ اس پابندیون کی مجبوری سے اپنے بیاہ و شادیون مین قوم کی متابعت و موافقت سے انواع بدعات و محرمات کا ارتکاب کرتے ہین اور کچھ نہین سوچتے کہ ان افعال کے ارتکاب پر ہمارا اتباع سنّت کہان باقی رہتا ہے -

الحق ان لوگون نے توحید و اتّباع سنّت اسی کا نام سمجھ لیا ہے کہ نماز مین آمین کو پکار کر کہدیا اور رفع یدین کر لیا - اس سے ان لوگون نے ان آیات و احادیث کو غور سے نہین پڑہا -

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولاکن البر من آمن باللہ والیوم الاخر - بقرہ ع ۲۲	نیکی یہی نہین کہ مشرق یا مغرب کی طرف موہنہ کر لو - نیکی والے تو وہ لوگ ہین جو فلان فلان کام کرین جنکی آیۃ مین تفصیل ہے
یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن - (بقرہ ع ۲۵)	ایمان والو اسلام مین پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدمون کی پیروی نکرو
یا اھل الکتاب لستم علی شیئ حتی تقیموا التورٰۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم - (مائدہ ع ۱۰)	اے کتاب والو - تم کسی بات پر نہ ہوگے جب تک تورات و انجیل کو اور جو تمہاری طرف خدا کی طرف سے اترا ہے قایم نکرو
وعن النبی صلعم ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ ملحد فی الحرم و مبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ و مطلب دم امرء مسلم بغیر حق لیھریقہ - رواہ البخاری -	آنحضرت نے فرمایا ہے تین شخص خدا کو سب سے زیادہ برے لگتے ہین حرم (کعبہ) مین الحاد (کفر) کرنے والا - اسلام مین جاہلیۃ کی رسم نکالنے والا - کسیکا ناحق خون چاہنے والا کہ اسکو بہادے
وعنہ صلعم من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد -	اور آنحضرت نے فرمایا ہے جو ہمارے دین مین وہ کام نکالے جو اسمین سے نہو وہ کام یا وہ شخص مردود ہے

ان حضرات کو چاہئیے کہ ان آیات و احادیث مین غور کرین - اور ان جاہلانہ رسوم سے

تائب ہو کر سارے کے سارے اسلام و سنت مین داخل ہوں۔
ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

السوال

(۱) کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ یہہ جو رسم ہے کہ شادیون مین مین تین چار چار دعوتین کرتے ہین اور مُردہ کے لئے کہانا پکا کر برادری کو کہلاتے ہین یہہ فعل درست ہے یا نہین اور ایسے کہانے کا کہانا درست ہے یا نہین۔ بینوا توجروا

الجواب یہہ فعل ہی ناجائز ہے اور یہہ کہانا کہانا ہی درست نہین بحکم چند دلائل کے

دلیل اوّل یہہ کہ اسمین ریا پایا جاتا ہے اور ریا کا فعل شرک ہے اور وہ چیز جو نمائش کے لئے دیجاوے اسکا کہانا ناجائز ہے۔ ایک حدیث مین آیا ہے (پہلے دن کا کہانا حق ہے (یعنی وہ ضرور کی دعوت ہے جو نکاح سے متعلق نہین ہے۔) دوسرے دن کا سنت ہے (یعنی نکاح کا ولیمہ) تیسرے دن کا ریا وسمعہ (یعنے سنانے اور دکہانے کو) ہے) اور ایک حدیث مین آیا ہے۔ (تہوڑا سا ریا بھی شرک ہے) اور ایک حدیث مین آیا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے مین سب شریکون سے غنی تر ہون۔ ساجہی سے جو کوئی عمل کرے جسمین میرے سوا کسیکو شریک کرے تو مین اسکو اور اسکی ساجہی کو چہوڑ دیتا ہون اور مین اس سے بیزار ہون۔ (حدیث ابن عباس مین آیا ہے۔ جو دو آدمی ایک دوسرے سے بڑہکر دعوت کرین تو تم اسکو قبول نہ کرو اور نہ تم انکے کہانے کو کہاؤ) اور بہت ظاہر ہے کہ شادیون کے کہانون مین نام آوری مقصود ہوتی ہے نہ ثواب دعوت ولیمہ۔

طعام الیوم الاول حق والثانی سنۃ والثالث سمعۃ وریاء (مشکوۃ)

ان یسیر الریاء لشرک۔

انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ غیری ترکتہ و شرکہ وانا منہ بریٔ۔ المتباریان لا یجابان ولا یوکل طعامہما (مشکوۃ)

اسی واسطے وہ لوگ کہانا حسب رسم اپنی خاص قوم کے کرتے ہین اور اُسکی جگہہ دوسرا کہانا ناجائز نہین جانتے کوئی پلاؤ پکاتا ہے کوئی خشکہ کوئی میٹھے چاول کوئی کانجی کوئی سہلکیاں (پکوڑے) علی ہذا القیاس ہرایک شخص اپنی رسم قوم کو لازم سمجھتا ہے ایک دوسرے کی رسم کو نہین پکڑتا - اور یہہ دعوتین ایسی جگہہ کرتے ہین جہان اُنکا نام ہو اور لوگ دیکھین - اگر کوئی پردیس مین ہو تو وہان ایسا کہانا نہین کرتا اور جہان امید ثنا و خوف ملامت نہ ہو وہان کوئی نہین کرتا - یہہ سب علامات ریا کی ہین چنانچہ علی رضا مرتضی وغیرہ اکابر سے **تنبیہ الغافلین** مین منقول ہین - **ایسا ہی مُردہ** کے کہانے کا حال ہے برائے نام تو ایصال ثواب کا دعویٰ کرتے ہین اور حقیقت مین نام آوری ہوتی ہے - اسی واسطے غنی برادری کو کہلاتے ہین مساکین کو پوچھتے ہی نہین او وہی تخصیص دنون کی اور اقسام کہانون کے اسمین کرتے ہین اور قوم برادری سے باہر جہان امید ثنا نہ ہو اور نہ خوف ملامت یہہ کہانے نہین کرتے جبکہ ان دعوتون کا ریا و نام آوری کے واسطے ہونا ثابت ہوا تو کہانا اُنکا ناجائز ہوا اسواسطے کہ یہہ کہانے غیر اللہ کی قربت و رضامندی کے واسطے ہوئے اور متقرب لغیر اللہ کا کہانا ممنوع ہے یہی سبب ہے کہ نذر لغیر اللہ اور قبرون کا چڑہاوا اور ما اہل لغیر اللہ کا کہانا حرام ہے ان چیزون کو اللہ کے غیر کے نام پر اُنکی رضامندی کے لئے دیا جاتا ہے - اسلئے یہہ حرام ہوئین ایسا ہی ان دعوتون کو سمجہنا چاہئے جو برادری یا عام لوگون کی رضامندی کے واسطے یا اپنے نفس کی مدح کے لئے کئے جاتے ہین - اگر کوئی ان بزرگون یا قبرون یا تہانون کو جنکے لئے یہہ نذرین ملتے ہین اور چڑہاوے لیجاتے ہین غیر اللہ جانے اور برادری و عام لوگون یا اپنے نفس کو غیر اللہ نہ مانے تو وہ نادان ہے کیا برادری یا عام لوگ یا اسکا نفس غیر اللہ نہین ہے - اگر کوئی **اعتراض** کرے کہ ریا تو اس محل مین متصور ہے جہان اخلاص و نیت ثواب

بہی لگتی ہو اور جو امر سرے سے محض دُنیا کے واسطے کیا جاوے اُسکو ریا کہان کہہ سکتے ہین جیسے خرچ کرنا ناچ مین یا آتش بازی مین یا عوض زنا مین یا دُنیا کی دوستی و آشنائی مین ایسا ہی اگر کوئی ان دعوتون مین شادی یا مرگ کے دُنیا کے واسطے بدون نیت ثواب خرچ کرے تو کہان ریا متصور ہے - تو **جواب** اسکے دو ہین - **اول** یہہ کہ بیشک یہہ محل محل اخلاص و ارادہ ثواب ہین اور شرع مین انکے لئے وجود ہے طعام نکاح کو شرع نے ولیمہ کہا ہے اور اسپر رغبت دلائی اور طعام میت کو صدقہ عن المیت نام رکہا ہے اور اسپر ترغیب دلائی اور خود شارع نے یہہ سب کام کئے پس بلاشبہ یہہ محل اخلاص ہوئے اور لوگ بظاہر دعوی بہی یہی کرتے ہین کہ ہم ولیمہ کا کہانا کرتے ہین اور میت کو ثواب پہنچانے کے لئے یہہ کہانا کرتے ہین پس جب اسمین نام آوری مقصود ہوگی اور لوگون کی رضامندی مطلوب تو صاف ریا ہوگا -

جواب دوم یہہ کہ اگر کوئی صاف ہی کہدے کہ ہم ان دعوتون مین ارادہ ثواب نہین رکہتے اور انکو دین نہین جانتے محض دُنیا کے واسطے کرتے ہین جیسے ناچ کراتے ہین اور آتش بازی چہوڑواتے ہین اور دُنیا کے دوستون و آشناؤن کو شوق سے کہلاتے ہین تو پہر ہم اسکو ریا نہ کہینگے اسراف و رسم بدنام رکہینگے اور ان دو دلیلون دلیل دوم و سوم سے جو آیندہ مذکور ہوتی ہین انکا حرام ہونا ثابت کرینگے -

دلیل دوم یہہ کہ ان دعوتون مین صرف بیجا پایا جاتا ہے جسکو شرع نے اسراف کہا ہے اور حرام کر دیا ہے - اللہ تعالی نے فرمایا ہے (اسراف نہ کرو اسراف کرنیوالے شیطانون کے بہائی ہین اور شیطان خدا کا منکر و ناشکرا - اور فرمایا اللہ نے

ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ	شیطانون کے بہائی ہین اور شیطان خدا کا منکر و ناشکرا - اور فرمایا اللہ نے

کقوله - وقال والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما -

بندے وہ ہین کہ جب وہ خرچ کرتے ہین تو اسمین زیادتی وکمی نہین کرتے اسلئے بیچ مین رہتے ہین -

اور صرف بیجا ہونا ان دعوتون کا محل حفا و محتاج بیان نہین سب کوئی جانتا ہے کہ ان دعوتون مین کوئی نوع برّ وصلہ کا نہین ہوتا - اگر ایک دفعہ کہلاتے ہین تو اُسکے عوض مین کئی دفعہ زبردستی سے کہاتے ہین - اور گن گن کر بدلے لیتے ہین - برّ وصلہ رحمی تب ہو جب اُسکو زبان پر نہ لاوین - اسکا عوض نہ چاہین جس سے اُمید عوض نہ ہو اُسکو بہی ویسے ہی دین جیسے امید کی جگہہ دیتے ہین ایسی دعوتون کے کرنے کی کچہہ ضرورت نہین نہ کرنے مین کچہہ حرج نہین بلکہ کرنے مین طرح طرح کے حرج ہین قرضدار زیربار ہو جاتے ہین ملک ومعاش فروخت کر دیتے ہین سودی روپیہ نکلواتے ہین کہاتے کہلاتے طعن تشنیع کرتے ہین - اگر سب کے سب ملکر یہہ رسمین چہوڑدین تو نہ کوئی کسی کو برا کہے نہ طعن کرے نہ اُن بلاؤن مین کوئی مُبتلا ہو - بااین ہمہ جب کہانے پکتے ہین تو کچہہ انداز نہین رہتا ایک آدمی کی جگہہ دو آدمی کا کہانا پکتا ہے اور اندہا دُہند لٹاتے ہین - ایک رکابی کوئی مانگتا ہے تو وہان دو چار حاضر کی جاتی ہین چہچہ گہی کا جہان بکار ہو وہان برتن اُلٹا یا جاتا ہے کسی طرح نام رہے بدنامی نہ ہو جائے - خاص کر پنجاب کے راجپوتون کی قوم مین رجو مراسیون کے خوش کرنے کو گہی کے کپّے انڈیل دیتے ہین † جس جیت کی آواز سُننے پر یہہ سب کچہہ کرتے ہین - جس قوم مین یہہ رسم ہے کہ لوگون کے مکانون گہرون مین کہانا بہیجتے ہین وہ حسب رواج اِسقدر کہانا بہیجتے ہین جو اُنکے کہانے

† یہہ ہندی لفظ ہے اسکو مراسی لوگ اُسوقت بولتے ہین جب وہ کسی کی دعوت مین خوش ہو کر اسکو نیک نامی کی سند (یا سارٹیفکٹ) دینا چاہتے ہین -

مین نہ آوے اُسکو جانورون کو کہلا دین - یا دسوین حصہ قیمت کو فروخت کرین الکا تو اس کہا نیسے یہہ کام نکلا اور دینیوالا برباد ہوگیا - اس واقعی بیان سے سب کسی کو یقین ہوگا کہ یہہ دعوتین صرف بیجا بلی محل اور داخل اسراف وتبذیر ہین جسکو قرآن منع کرتا ہے -

دلیل سوم یہہ کہ اُن دعوتون مین رسوم خارج از اسلام کا التزام پایا جاتا ہے اور بعضے تو خاص قوم ہنود ہی کے معمولات ہین جیسے کہانون کے بعض خصوصیات اور طعام میت کے لئے تخصیص بعض اوقات اور التزام رسوم خارج از شریعت خصوصًا معمولہ کفار حرام ہے صاحب شریعت نے مخالف رسوم غیر ملت سے خواہ وہ رسوم عادات مین ہون خواہ عبادات مین خواہ امور دنیاوی سے ہون خواہ دینی سے صدہا مواضع مین منع کیا ہے جنکی تفصیل اس مقام مین دشوار ہے لہذا چند مثالون کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے -

خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب - مشکوۃ ص۳۷۴	(۱) آن حضرت نے فرمایا ہے مشرکونکا خلاف کرو داڑہیان بڑہاؤ اور موچہین کترائو-
من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا ایضًا ص۳۷۴	جو موچہین نہ کترواے وہ ہم مین سے نہین
عن عبد اللہ رای رسول اللہ علی ثوبین معصفرین قال ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسہما - ایضًا ص۳۶۶	(۲) آنحضرت نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص کو کسم کے رنگے ہوئے کپڑے دیکہے تو فرمایا کہ یہہ کفار کا لباس ہے اِنکو مت پہنو-
کان رسول اللہ یصوم یوم السبت ویوم الاحد اکثر ما یصوم ویقول انہما ایام عید للمشرکین فانا احب ان اخالفہم - مشکوۃ	(۳) آن حضرت شنبہ اور اتوار کے دن ضرور روزہ رکہتے اور فرماتے یہہ مشرکونکی عید دن ہین اسلئے مین اُنکی مخالفت کو پسند کرتا ہون-

اسی قسم کے اور بہت مواضع (جنمین آنحضرت نے عادات وعبادات مشرکین سے اجتناب کیا اور اجتناب کا حکم دیا) کتب حدیث مذکورہ مین جو اسوقت ہمارے سامنے موجود ہین مگر ان سب کی نقل وتفصیل مین تطویل ہے - اور ماننیوالون کے لیئے یہی چند تمثیلات بس ہین -